تحذیر الناس کے رد میں لاجواب علمی دلائل

ختمِ نبوّت

اور

تحذیرُ النّاس

سید بادشاہ تبسم بخاری

(ایم اے اردو، بی ایڈ)

ادارہ اشاعت العلوم

وسن پورہ لاہور

تحذیر الناس کے ردّ میں لاجواب علمی دلائل

ختمِ نبوّت

اور

تحذیر الناس

سید بادشاہ تبسم بخاری

(ایم اے اردو بی ایڈ)

ادارہ اشاعت العلوم

ڈسن پورہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نام کتاب ____ ختم نبوت اور تحذیر الناس

تصنیف ____ سید بادشاہ تبسم بخاری

اشاعت بار اول ____ دسمبر 2011ء

کمپوزنگ ____ ظفر سلطان/محمد عرفان شاہ/غلام یٰسین

صفحات ____ 508

ناشر ____ ادارہ اشاعت العلوم، وسن پورہ، لاہور

تعداد ____ 1100

قیمت ____ روپے

ملنے کے پتے

(۱) مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور

(۲) مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی

(۳) احمد بک کارپوریشن (بیسمنٹ) اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی

(۴) اسلامک بک کارپوریشن (بیسمنٹ) اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی

(۵) مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور

انتساب

اُس بلند مرتبہ ہستی کے نام

جس نے تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے مجاہدِ اوّل کا کردار ادا کیا

یعنی

خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حقیقۃ و لجالسھا مجازاً۔ (حاشیہ ملاحسن ص ۵۱)

اس مقام پر یہ شبہ پیدا کرنا کہ اگر جالسِ سفینہ متصف بالحرکۃ نہیں تو اس کے محاذات کیسے بدلے اور وہ مغرب سے مشرق کس طرح پہنچا تو اس کا ازالہ یہ ہے کہ وہ بہ تبعیتِ سفینہ مغرب سے مشرق پہنچا اور تبعیتِ سفینہ کی وجہ سے اس کے محاذات بدلے۔ جالسِ سفینہ بہ تبعیتِ سفینہ مجازاً وصفِ حرکت سے متصف ہے حقیقۃً نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص ایک بچے کو گود میں اٹھا کر چلتا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتا ہے، ظاہر ہے کہ چلنے والا گود میں اُٹھائے ہوئے بچے کے لئے واسطہ فی العروض ہے اور بچہ ذوالواسطہ ہے لیکن اس کے باوجود چلنے کی صفت اس بچے کے لیے حقیقی نہیں بلکہ محض مجازی ہے، وہ بچہ واسطہ فی العروض کے تابع ہونے کی وجہ سے مغرب سے مشرق پہنچا اور اس کے محاذات بدلے۔

وصفِ مشی یعنی چلنے کی صفت اس بچے کے لیے حقیقۃً ثابت نہیں محض بطورِ مجاز ہے۔ خلاصہ یہ کہ نانوتوی صاحب کا رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے حق میں واسطہ فی العروض قرار دینا دراصل تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے وصفِ نبوۃ سے حقیقۃً متصف ہونے کا انکار ہے۔ اور سب کی نبوۃ کو مجازی قرار دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ مجازی نبوت کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لہٰذا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت نانوتوی صاحب کے نزدیک محض بے حقیقت قرار پائی۔ (العیاذ باللہ الکریم)[1]

روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نانوتوی صاحب اور حامیانِ تحذیر الناس سوائے حضور ﷺ کے، باقی تمام انبیاء کی نبوت عارضی مانتے ہیں، کبھی موجود، کبھی معدوم، کبھی صاحبِ کمال، کبھی بے کمال (والعیاذ باللہ) نیز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیاء

---

[1] اسی لئے تو نانوتوی صاحب کہتے ہیں "ممکنات کا وجود اور کمالاتِ وجود سب عرض بمعنی بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود، کبھی معدوم، کبھی صاحبِ کمال، کبھی بے کمال رہتے ہیں" اسی کی روشنی میں اگلی سطر میں لکھا "سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض۔" (تحذیر الناس صفحہ ۳۵)

کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق قرآن مجید کی متعدد آیات کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو:

"اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ کَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ"۔

ترجمہ: (اے محبوب!) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے ہم نے نوح اور اُن کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی فرمائی) (مقالات کاظمی حصہ سوم ص ۵۳۰، ۵۳۱)

آگے جا کر علامہ کاظمی فرماتے ہیں:

"یہ بات ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت حضور ہی کے وسیلہ سے ملتی ہے اور یقیناً نبوۃ و رسالت بھی انبیاء کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضور ہی کے طفیل ملی۔ مگر اس بناء پر حضور ﷺ کی نبوت بالذات اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوۃ و رسالت کو محض بالعرض اور مجازی نبوۃ و رسالت قرار دینا قرآن مجید میں تحریف معنوی اور انبیاء کی نبوت کا انکار صریح ہے۔ جب لفظ خاتم کے حقیقی اور لغوی معنی ہی "آخر" ہیں تو ایسی صورت میں نانوتوی صاحب کا اطلاق یا عموم کا قول باطل محض ہے اور آیہ کریمہ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے میں نص قطعی ہونے کا صاف انکار ہے۔ دلالۃ النص یا اشارۃ النص کے طور پر حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر بے شمار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے لیکن حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یہی ایک آیہ قرآنیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین عبارت النص ہے جس کا نانوتوی صاحب نے نہایت بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ انکار کر کے اسے اثر عبداللہ بن عباس پر قربان کر دیا۔ جس کی صحت بھی مختلف فیہ ہے اور بالفرض اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو وہ ظنی ہے اور کسی دلیل ظنی سے عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا۔ میری بات اگر آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو اپنے گنگوہی صاحب سے سمجھ لیجئے وہ فرماتے ہیں:

"خوب سمجھ لو کہ باب عقائد میں محض نص قطعی واجب ہے، آحاد و ظنیات پر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا"۔ (براہین قاطعہ ص ۱۲۸)